سوال

(196) مروجہ مزارعت

جواب

السلام علیکم ورحمة اللہ وبرکاتہ

یہاں ایک شخص نے بٹائی پر زمین دینے کے مروجہ سلسلہ کو سودی کاروبار قرار دے دیا ہے میرے ساتھ اس کی گفتگو ہوئی تو۔ المعلم۔ ترجمہ صحیح مسلم شریف صفحۃ 1628۔تا 1632 جلد نمبر 2 پیش کر کے تعامل نبوی و صحابہ کے علاوہ حضرت ابن عباس سے مخابرہ کی تعریف دکھلائی تو اس اثر صحابی قرآر دے کر مندجہ زیل اعتراض لکھ کر تفصیل طلب کی ہے ابوداود شریف میں باب المزارعۃ مین مندرجہ زیل دو احادیث ہیں جن میں رسول کریم ﷺ ن فرمایا کہ بٹائی پر زمین دینا سود ہے اور جو اس کو چھوڑنے پر تیار نہ ہو وہ اللہ اور اس کے رسول ﷺ کے ساتھ لڑائی پر تیار ہو جائے۔

1۔ عن رافع بن خدیج یعنی انہوں نے جو کھیتی کر رکھی تھی۔ اس کی مزارعت کے متعلق رسول کریم ﷺ نے فرمایا! کہ یہ سود کا کاروبار ہے زمین واپس کرو اور اپنا خرچ ان سے لو

2۔ جابر۔ (جو) بٹائی چھوڑنے پر تیار نہ ہو۔ وہ اللہ اور اس کے رسول ﷺ کے ساتھ لڑائی کرنے پر تیار ہو جائے۔ اس کے علاوہ بھی رسول اکرم ﷺ سے بہت بہت سی احادیث نہی کی بابت وارد ہیں اس سلسلہ میں خیبر والی حدیث سے استدلال کیا جاتا ہے لیکن تاریخی طور پر یہ ثابت ہے کہ حضرت عمر نے جب ان کو نکالا تو ان کو ان کی اراضی کی قیمت ادا کی اگر وہ مالک تھے تو پھر بٹائی کا سوا ہی نہیں پیدا ہوتا سود کی جو تعریف کی جاتی ہے اس سے س بھی یہ معلوم ہوتا ہے کہ یہ سود ہے مثلا ایک آدمی کے پاس ایک ہزار روپیہ ہے اگر بینک میں جمع کرائے وہ اس سے بیس و پے سود لے تو اس کو حرام کہا جاتا ہے اگر اس رقم کی زمین لی جائے اور اس سے تقریبا دو صد روپے لے لئے جاییں۔ تو وہ کیسے سود نہیں بنتا پھر زمین کو مزارعت پر دینے کا جو رواج عام ہے اس ملک میں اگر یہ غلطب ہے تو اب تک خاموشی کیوں ری۔ ابو داؤد شریف کی جن احادیث مذکور کیو پیش کیا گیا ہے اس کے الفاظ یا رواۃ میں بھی مجھے شک ہے مگر صحیح مسلم میں منع کی احادیث بھی آئی ہیں ان کے متعلق دیگر آئمہ اہل حدیث کے علاوہ امام ابو حنیفہ اور امام زفر سے حرمت کا فتوی بھی دیگر آئمہ سے بڑھکر ہے۔ (معلم) لہذا جناب مفصل روشنی ڈال کر ممنون فرمایئں۔

الجواب بعون الوہاب بشرط صحة السؤال

وعلیکم السلام ورحمة اللہ وبرکاتہ

الحمد للہ، والصلاة والسلام علی رسول اللہ، أما بعد!

۔ مزارعت کی مختلف صوتیں ہیں 1۔ ایک صورت یہ ہے پیداوار کے حصوں پر زمین دی جائے۔ یعنی جو پیدا ہو اس سے مزارع اتنا حصہ لے اور باقی مالک۔ امام ابو حنیفہ اسے منع خیال کرتے ہیں امام شافعی اس صورت میں جائز سمجھتے ہیں جب مزارعت تبعی صورت یعنی اصل معاملہ باغات مین ہو۔ اور سفید زمین میں تبعی طور پر مزارعت جائز ہے اگر صرف زمین کا معاملہ ہو تو اس میں مزارعت ناجائز سمجھتے ہیں۔ امام مالک بھی تبعی صدقات میں مزارعت کو جائز قرار دیتے ہیں مگر یہ قید لگاتے ہیں کہ سفید زمین ثلث ایک بٹہ تین تکیہ ہو تو جائز ہے ونہ جائز نہین امام احمد بن حنبل۔ امام محمد۔ امام ابو یوسف۔ ابن ابی لیلیٰ۔ سعید بن مسیب۔ محمد بن سیرن۔ زہری۔ اور حضرت عمر بن عبد العزیز جائز سمجھتے ہیں۔

2۔ دوسری صورت یہ ہے کہ زمین کو سونے چاندی کے عوض دیا جائے اسکو آئمہ اربعہ جائز سمجھتے ہیں۔

3۔ تیسری صورت یہ ہے کہ زمین کے حصے کیئے جائیں مزارع تمام زمین کاشت کرے۔ مگر بعض حصوں میں اپنے لیئے کاشت کرے اور بعض حصوں میں مالک کے لیئے یہ صورت بلا اتفاق ممنوع ہے یعنی زمین کے تیسرے حصہ میں مالک کے لیئے اور دو حصوں میں اپنے لیئے اور یہ حصہ معین کرے۔

4۔ چوتھی صورت یہ ہے کہ جو پانی کے سامنے اور نالی کے قریب ہو۔ سو مالک کے لیئے اور جو دور ہو وہ کاشتکار کیلیئے یہ بھی بالاتفاق منع ہے۔ جن احادیث میں مزارعت کی ممانعت آئی ہے وہ حدیثیں دو قسم کی ہیں بعض ضعیف اور بعض صحیح اور صحیح بھی دو قسم کی ہیں بعض میں مطلق مزارعت کی ممانعت ہے اور بعض میں تیسری اور چوتھی صورت کی تصریح موجود ہے یعنی زمین کے حصے کرنے کی صورت ہے یا پانی کے قریب و بعید کی صورت ہے اور بعض حدیثوں میں پہلی صورت کی ممانعت کا ذکر ہے اور بعض میں جواز کا ذکر ہے۔ اب تفصیل سنئے وہ حدیث جس میں بٹائی پر زمین دینا سود شمار کیا گیا ہے وہ حدیث ضعیف ہے قابل احتجاج نہیں ہے ابوداود میں جو اس کی سند مذکور ہے اس میں بکیر بن عامر ہے اور حافظ ابن حجر نے تقریب میں لکھا ہے کہ وہ ضعیف ہے میزان میں ہے ابن معین اور نسائی نے اس کو ضعیف قرار دیا ہے ابوزرعہ نے کہا نے کہا کہ وہ قوی نہیں ہے۔ اس حدیث میں لفظ ہیں کہ یہ سود کا کاروبار ہے زمین واپس کروان سے اپنا خرچ واپس لو پھر اس حدیث مین یہ ذکر نہین کہ انہوں نے پیداوار کے حصے کس صورت میں مقرر کیے تھے کیا زمین کے حصے نصف نصف کر رکھے تھے یا خارج کیئے دوسری حدیث میں چونکہ اس امر کی تصریح ہے۔ کہ جس مزارعت کی ممانعت ہے اس کی صورت یہ ہے زمین کے حصے مقرر کیے ہوں ممانعت والی حدیث کے راوی رافع بن خدیج سے بھی ابوداود اور مسلم وغیرہ میں اس امر کا تزکرہ موجود ہے چنانچہ وہ کہتے ہیں۔ انما کان الناس یواجرون علی عہد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وبما علی المازیانا ت واقبل الجداول واشیا من الزرع فیھلک ہذو یستم ہذو یسلم ہذا ویھلک ہذا ولم یکن للناس کراہۃ والاہذا فذلک ذجرعہ ابوداود وغیرہ

2۔ جابر کی حدیث جس میں یہ ذکر ہے۔ جو بٹائی چھوڑنے پر تیار نہ ہو وہ اللہ اور اس کے رسول ﷺ کے ساتھ لڑائی لڑنے پر تیار ہو جائے یہ حدیث بھی ابوداود کی ہے اس حدیث کی سند میں ابوالزبیر مکی ہے وہ مدلس ہے۔ مدلس کے متعلق یہ اصول ہے جب اس کی سند میں لفظ عن ہو تو وہ حدیث صحیح نہیں ہوتی۔ لہذا یہ حدیث صحیح نہ ہوتی کیوں کہ اسکی سند میں ابوالزبیر مکی عن کہہ ک روایت کرتا ہے۔ تقریب میں حافظ ابن حجر نے میزان میں علامہ ذہبی نے اور خلاصہ وغیرہ میں اس کو مدلس قرار دیا ہے۔ وہ احادیث جن میں مزارعت کی ممانعت ہے ان احادیث میں مزارعت سے مراد وہ مزارعت ہے جس میں زمین کے حصے کر کے زمین کاشت پر دی جائے ایک حصہ مالک کا ہو دوسرا حصہ کاشتکار کا کیونکہ بعض روایات میں اس کی تصریح موجود ہے اور یہ قاعدہ ہے جب ایک جگہ نص مطلق وارد ہو اور دوسری جگہ مقید ہو۔ تو اگر ایک ہی حارثہ اور ایک ہی حکم ہو تو مطلق مزارعت کی ممانعت ہے ان کو قید پر محمول کیا جائے گا یعنی ان سے ممانعت کی وہی صورت مراد لی جائے گی جس کی تخصیص و تقید دوسری احادیث مقیدہ میں وارد ہے پس جن احادیث میں مخابرہ یا مشاعرت یا کرایہ پر لینے سے مرادف وہ صورت ہوگی جس کا خاس طور پر حضرت رافع بن خدیج کی روایات میں ذکر وارد ہے۔ یعنی زمین کے بعض حصے کرنے کی صورت میں یا پانی کے قریب و بعید مواقع متعین کرنے کی صورت میں ہو۔ اور جن احادیث میں پیداوار کے حصہ ریا ٹھیکہ پر زمین لینے سے روکا گیا ہے۔ ان احدیث میں دراصل مخالفت کا ذکر نہیں بلکہ مواسات کی صورت بتائی گئی۔۔ ہے چنانچہ حضرت عبداللہ بن عباس فرماتے ہیں۔

ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لم ینعھنا ولکن قال لیمنع احدکم ارضہ خیر لہ من ان یاخذ علیہا اجر معلوما (ابوداود)

رسول اللہ ﷺ نے بٹائی پر زمین دینے سے منع نہیں کیا بلکہ یہ فرمایا ہے کہ زمین کو بٹائی پر دینے سے بہتر یہ ہے کہ کسی کو مفت کاشتکاری کیلیئے دی جائے اور بعض روایات سے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ آپ نے جو منع فرمایا تھا اس کی وجہ یہ تھی کہ ایک دفعہ مالک او مزارع آپس میں جھگڑے اور لڑے پھر آپ ﷺ کے پاس آئے آپ ﷺ نے فرمایا۔ ان کان ہذا شانکم فلا تکروا المزارع ذاد مسدر فسمع قولہ لا تکروا المزارع (ابوداود)

زید بن ثابت کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ رافع بن خدیج پر رحم کرے اللہ کی قسم ہے مجھے اس حدیث کا علم رافع بن خدیج سے زیدہ ہ اصل واقعہ یہ ہے کہ مالک او مزارع آپس میں لڑ پڑے پھر آپ ﷺ کے پاس آئے آپ ﷺ نے فرمایا کہ اگر ایسا کرنا ہے تو کھیت بٹائی پر مت دو حالانکہ آپ ﷺ نے فرمایا تھا۔ کہ اگر تم مصالحت کی صورت میں کام نہیں کرتے بلک لڑائی کرنے لگتے ہو۔ اگر ایسا کرنا ہے تو آئندہ بٹائی پر زمین نہ دینا۔ امام بخاری نے مخالفت کی روایات کو مواسات پر محمول کیا ہے۔ اور اہل مدینہ کے متفقہ مسائل سے جواز پر استدلال کیا ہے۔ چنانچہ ممانعت کی احادیث کو مندرجہ زیل باب میں ذکر کیا ہے۔ ب اب ماکان اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یواسی بعضم بعضا فی الزراعۃ (بخاري جلد 1 س 35)

اس باب میں اس بات کا زکر ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے صحابہ زراعت میں ایک دوسرے کے ساتھ مواسات کیا کرتے تھے یعنی بٹائی اور اجرت کے ۔ ۔ ۔ ایک دوسرے کو زمین سے دیا کرتے تھے ۔ اور مزارعت کے ثبوت میں لکھا ہے ۔

حضرت امام باقر فرماتے ہیں مدینہ میں جتنے مہاجر خاندان تھے سب بٹائی پر کاشت کرتے تھے ۔ حضرت علی ۔ حضرت سعد بن مالک ۔ حضرت عبداللہ ابن مسعود۔ حضرت عمر بن عبد العزیز ۔ حضرت قاسم ۔ حضرت عروہ۔ حضرت ابو بکر کا خاندان ۔ حضرت عمر کا خاندان ۔ حضرت علی کا خاندان ابن سیرین ۔ یہ سب بٹائی پر زمین دیتے تھے ۔ خیبر کی زمین کے مالک مسلمان تھے ۔ یہود صرف کاشت کارتھے ۔ جب ان کو نکالا گیا تھا تو اس وقت جوان کا حصہ کاشتکاری کا تھا صرف اس کا معاوضہ ان کو دیا گیا تھا ۔ اور یہ بات کہ ان کو زمین کا معاوضہ دیا گیا تھا ۔ صحیح طور پر ثابت نہیں ہے اور حدیث میں ہے ۔

وکانت الارض حین ظھر علیھا اللہ ولرسولہ وللمسلمین بخاري جلد اول ص 315

جب رسول اللہ ﷺ خیبر پر غالب ہوئے تو وہ زمین اللہ اور اس کے رسول اور اہل اسلام کی ہوگئی تھی ۔ بٹائی اور سود میں فرق واضح ہے سود کی صورت میں اگر رقم ضائع ہو جائے تو مدیون زمہ دار ہوتا ہے ۔ اصل مالک زمہ دار نہیں ہوتا اور بٹائی کی صورت میں اگر زمین سیلاب یا دریا برد ہو جائے تو مزارع زمہ دار نہیں ہوتا ۔ یہ تاوان سب مالک پر پڑتا ہے اصل میں یہ صورت مضاربت کے ساتھ ملتی ہے جیسے مضاربت میں ایک شخص کی رقم ہوتی ہے اور دوسرے کا عمل اور نفع میں دونوں شریک ہوتے ہیں اسی طرح بٹائی کی صورت میں جو پیداوار ہوگی اس میں دونوں شریک ہوں گے اگر زمین ہلاک ہوتی ہے تو مالک کی ہوتی ہے ۔ مضاربت میں اگر رقم ضائع ہو تو مالک کی ہوگی ۔ بخلاف سود کے اس میں رقم باقی رہتی ہے ۔ اس کا زمہ دار مدیون ہوتا ہے وہ صرف نفع ہی حاصل کرتا ہے اگر بالفرض بٹائی کی صورت میں پیداوار تباہ ہو جائے تو اس صورت میں صحیح مسئلہ یہ ہے کہ مالک بقدر تباہی رقم واپس کردے اگر تباہ نہ ہو تو بالکل مضاربت کی صورت ہوگی ۔ (فی الحال اسیر مختصر تحریر کافی ہے)

(بحوالہ الاعتصام جلد13 شمارہ 9)

[فتاویٰ علمائے حدیث]

جلد14 ص 195-201

محدث فتویٰ